دورۂ حدیث شریف کی حقیقت

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس

دورہ حدیث شریف کا آغاز:...... برصغیر پاک وہند میں دورہ حدیث شریف کا آغاز کرنے والی شخصیت عارف باللہ حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔اس سے قبل اس خطے میں باقاعدہ دورہ حدیث کا معمول نہیں تھا۔حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہاں باقاعدہ یہ سلسلہ جاری فرمایا۔آپ کا معمول یہ تھا کہ دورہ حدیث شریف سے ایک سال قبل مشکوٰۃ المصابیح بالتفصیل پڑھاتے۔درس مشکوٰۃ میں حدیث کا ترجمہ،لغوی اصطلاحی معانی،فقہی اور فنی مباحث پڑھائی جاتیں نیز''طیبی''شرح مشکوٰۃ (جو صاحب مشکوٰۃ کے استاذِ محترم کی شرح ہے) باقاعدہ طلباء میں پڑھ کر سناتے۔مشکوٰۃ کے بعد آئندہ سال دورہ حدیث شریف پڑھاتے۔

دورہ حدیث شریف کی وجہ تسمیہ اور غرض:......دورہ''دار، یدور، دورًا'' سے مشتق ہے۔دور کا معنی ہوتا ہے گھومنا، پھرنا، یہ لفظ ہمارے عرف میں بھی استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے''فلاں صاحب فلاں ملک کے دورے پر ہیں''یعنی فلاں ملک میں گھومنے گئے ہیں۔تعطیلات میں مختلف دورہ جات کا رواج ہے۔فلاں مدرسہ میں دورہ صرف ہے، دورہ نحو ہے، دورہ تفسیر ہے، دورہ میراث ہے، مطلب یہ ہے کہ جو صرف سارا سال پڑھائی گئی اسے ایک ماہ یا کم وبیش میں دہرایا جائے گا۔نحو کے دورہ کا معنی یہ ہے کہ نحو کی دہرائی ہوگی، نحو کے مسائل کو گھمایا جائے گا۔تفسیر کا دورہ یہ ہے کہ مخصوص مدت میں تفسیر قرآن کریم کی دہرائی ہوگی۔یہی معنی دورہ حدیث شریف کا ہے کہ ایک سال میں صحاح ستہ، مؤطین، طحاوی وغیرہ کی احادیث کو دہرایا جائے گا۔یہ احادیث تلاوت کی جائیں گی۔حضرت شاہ ولی اللہ کی غرض اجراء دورہ وحدیث شریف سے یہ تھی کہ چونکہ مشکوٰۃ میں احادیث کی اسناد موجود نہیں......اگر چہ مباحثِ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں پڑھادی گئیں، اس لئے دورۂ حدیث کے ذریعے ہر حدیث کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہوجائے۔اس غرض سے کتب ستہ اور دیگر کتب کی تلاوت کروائی جاتی تھی، دورہ حدیث کے سال حضرت شاہ ولی اللہؒ مباحث نہیں پڑھاتے تھے، صرف

احادیث کی تلاوت ہی کرواتے، چونکہ سارے سال تلاوت حدیث ہی ہوتی تو اس لئے اس سال کا نام ''دورہ حدیث شریف'' کا سال پڑ گیا۔

دورہ حدیث کا اصل مقصد:......سال کے آخر میں مدارس میں احادیث کی عمومی طور پر تلاوت ہی کروائی جاتی ہے، مباحث نہ ہونے کے برابر پڑھائی جاتی ہیں۔ عموماً طلباء اسے عبث کام سمجھتے ہیں، حالانکہ دورہ کا اصل مقصد ہی تلاوت حدیث ہے۔ تلاوتِ حدیث ہی سے طلباء کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہوسکتی ہے۔ معانی، مطالب اور تشریح تو ہمارے الفاظ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس لئے ہم دورہ حدیث میں جو مباحث بیان کرتے ہیں یہ اضافی کام ہے۔ اصل کام تلاوت حدیث ہے جس کی تین صورتیں ہیں:

(۱)......استاذ پڑھے شاگرد سنے......(۲)......شاگرد پڑھے استاذ سنے......(۳) ایک شاگرد پڑھے باقی شاگرد سنیں اور استاذ بھی سنیں۔

امام نسائی اپنی سنن میں فرماتے ہیں: ''قرئ علیه وانا اسمع'' میرے استاد کے سامنے حدیث پڑھی جارہی تھی اور میں سن رہا تھا۔ جو طلباء مجلس حدیث میں شریک ہوکر عبارتِ حدیث کی تلاوت نہیں کرتے، یا نہیں سنتے ان کی سند ان احادیث میں جو ان کی عدم موجودگی میں تلاوت کی گئیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل نہیں ہوئیں۔ اگرچہ اساتذہ کرام کی جانب سے انہیں اجازت حدیث ہوجاتی ہے، تاہم اجازت کا درجہ کم تر ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تلاوتِ الفاظِ حدیث ہی دورہ حدیث کا اصل مقصد ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ''تلاوت'' الفاظِ قرآن کی ہی تلاوت ہے، معانی سمجھ میں آئیں یا نہ، الفاظ کی تلاوت ہی اصل ہے، آج جب آخری حدیث کی تلاوت کی گئی تو تلاوت سے ہی بخاری شریف ختم ہوئی جو کچھ اوپر بیان کیا گیا یہ ایک اضافی شے ہے۔

ختم بخاری کی برکات:......اکابر وسلف سے ختم بخاری کے موقع پر دعائیں مانگنا کثرت سے منقول ہے اور ان دعاؤں کی قبولیت کی تاثیر بھی سلف سے منقول ہے۔ سلف میں سے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ آفات وبلایا میں صحیح بخاری کا ختم دفع بلا وآفت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد لدھیانویؒ نے شرح بخاری میں بخاری کی خصوصیات میں یہی مضمون ذکر فرمایا ہے۔ جب سے صحیح بخاری لکھی گئی ہے اب تک امت میں یہ طریقہ رائج رہا ہے کہ بخاری شریف کا ختم کرکے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اب تو مدارس میں تلاوت بخاری اور ختم بخاری کا رواج نہیں رہا، ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں مدارس میں مشکلات کے وقت باقاعدہ اس کے اجزاء تقسیم کرکے ایک دن میں پوری صحیح بخاری کی تلاوت اور ختم ہونے پر دعا کا معمول دیکھا ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ نے حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ بانی دارالعلوم کبیر والا اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی موجودگی میں بخاری کا ختم کروایا۔ مدارس میں لوگوں

کی جانب سے درخواست بھیجی جاتی تھی کہ فلاں پریشانی ہے، بخاری شریف کا ختم کرواکر دعا کرادیں۔ بعض گھروں میں بھی بخاری کا ختم کروایا جاتا تھا۔

ختم بخاری کی شرعی حیثیت:...... آفات و بلایا کے دفع کے لئے بخاری کا ختم منصوص نہیں محض ایک تجربہ ہے، اس تجربے کی بنیاد پر سلف نے یہ معمول شروع کیا۔ ختم بخاری کے لئے نہ تو دن متعین ہوتا ہے اور نہ ہی تاریخ متعین ہوتی ہے۔ چنانچہ ختم بخاری کی تقریبات جمادی الثانی میں بھی ہورہی ہیں، رجب میں بھی ہوں گی، اور شعبان میں بھی ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ تاریخ متعین نہیں ہے اور وقت بھی متعین نہیں ہے، دن رات، صبح شام تقریبات ہوتی رہتی ہیں، نیز ختم بخاری نہ کرنے والوں پر ہم طعن بھی نہیں کرتے، اس لئے یہ کسی صورت بھی بدعت نہیں ہے، محض ایک مجلس درس ہے، جس میں سبق پڑھا جاتا ہے، لوگوں کو وعظ و نصیحت کی جاتی ہے، یہی حقیقت ان تقریبات کی ہے۔

ختم بخاری ہی کیوں؟...... ختم قرآن کیوں نہیں؟:...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدارس میں اہتمام کے ساتھ ختم بخاری کی تقریب منعقد کی جاتی ہے، ختم قرآن کی تقریب کیوں منعقد نہیں کی جاتی؟...... کیا بخاری شریف کا درجہ قرآن کریم سے زیادہ ہے؟...... جواب یہ ہے کہ قرآن کریم تو کلام اللہ ہے: ''فضل کلام الله علیٰ سائر الکلام کفضل الله علی الخلق'' اللہ کے کلام کو باقی کلاموں پر اتنی ہی فضیلت حاصل ہے جتنی اللہ کو اپنی مخلوق پر...... حدیث، کلام رسول ہے، کلام رسول تو کلام اللہ سے افضل نہیں ہوسکتا، ظاہر ہے کہ کلام اللہ ہی افضل ہے۔ لیکن مدارس میں بحمد اللہ کوئی بھی ایسا ہفتہ نہیں کہ ختم قرآن نہ ہورہا ہو، ہر ہفتہ ہی کسی بچہ کا ختم ہوتا ہے تو اساتذہ کرام چند حضرات کو بلا کر دعا کروادیا کرتے ہیں...... جبکہ بخاری شریف کا ختم تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ اس لئے صحیح بخاری کے ختم پر تقریبات منعقد کرکے لوگوں کو اس برکت و دعا بھی شریک کرلیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

انگریزوں کی کوشش تھی کہ ایسا نظام تعلیم مروج ہو، جو پادریوں کے لئے ان کی تبلیغی کوششوں میں معاون و مددگار ثابت ہو، تاکہ ہندوستان میں بڑے پیمانہ پر لوگ عیسائیت کو قبول کریں، سر چارلس ٹریویلین آئی سی ایس جو برطانوی کونسل کے ممبر تھے، ایک موقع پر ان خیالات کا اظہار کیا:

''میرا یقین ہے کہ جس طرح ہمارے بزرگ کل کے کل ایک ساتھ عیسائی ہوگئے تھے، اسی طرح یہاں بھی سب ایک ساتھ عیسائی ہوجائیں گے، ملک میں مذہب عیسوی کی تعلیم بلاواسطہ کتابوں، اخباروں اور یورپینیوں سے بات چیت وغیرہ کے ذریعے نفوذ کرے گی، حتیٰ کہ عیسوی علوم تمام سوسائٹی میں اثر کر جائیں گے، تب ہزاروں کی تعداد میں عیسائی ہوا کریں گے'' ....(تاریخ التعلیم از سید محمود، ص:۶۹)